شرم تم کو مگر نہیں آتی

(بہ سلسلہ ''اخوان الصفاء'')

۱۷؍دسمبر ۲۰۰۵ء کو ''نوائے وقت'' (لاہور) میں جاوید اختر بھٹی کا ایک خط شائع ہوا۔

۶؍جنوری ۲۰۰۶ء کو محمد عباس شاد کا جواب شائع ہوا اور اب اس کا مزید جواب پیش کیا جا رہا ہے۔

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم

میری ایک مرتبہ کتاب ''اخوان الصفاء'' اپریل ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی لیکن اس سے پہلے میں اپنا مختصر سا تعارف پیش کرنا چاہتا ہوں۔

گزارش ہے کہ مجھے لکھتے ہوئے ۲۸ برس سے اوپر ہو گئے ہیں۔ میری پہلی کتاب ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی۔ ۲۰۰۵ء تک میں نے بہت سا کام کیا کیونکہ میں نے ہمیشہ دیانت داری اور سچائی کے ساتھ ادب کی خدمت کی۔ اس لیے میں نے جب بھی کوئی کام کیا' اسے پسند کیا گیا۔ آپ کی خدمت میں اپنی کتابوں کی فہرست پیش کرتا ہوں:

افسانے: (۱) چاند کے زخم (۱۹۸۱ء) (۲) مگر تم زندہ رہنا (۱۹۸۹ء) (۳) ربی ذات (۲۰۰۱ء)

ادبی کالم: حاشیے (۱۹۸۶ء)

تحقیق و تنقید: (۱) اردو ہندی (ایک تاریخی جائزہ) (۱۹۸۵ء) (۲) ابر گہر بار (۱۹۹۵ء) (۳) جوئبار (۱۹۹۷ء) (۴) فلسفۂ مذہب (۱۹۹۹ء) (۵) فیضانِ آزاد (۲۰۰۱ء) (۶) مرزا عظیم بیگ چغتائی (۲۰۰۳ء) (۷) بیس نامور ادبی شخصیات (۲۰۰۴ء) (۸) الہلال اور البلاغ کے اشارات و مباحث (۲۰۰۵ء) (۹) اخوان الصفاء (۲۰۰۵ء) (۱۰) بیس معروف ادبی شخصیات (زیر طبع)

اور پھر اچانک ایک واقعہ ہوا کہ میری مرتبہ کتاب ''اخوان الصفاء'' کے بہت بعد لاہور کے ایک ناشر محمد عباس شاد جن کا ادارہ ''دار الشعور'' کے نام سے قائم ہے۔ انہوں نے یہ کتاب نومبر ۲۰۰۵ء میں ''فروری ۲۰۰۵ء'' کی تاریخ میں شائع کر دی۔ میں نے ایک خط ''نوائے وقت'' کو ارسال کیا۔ جسے ۱۷؍دسمبر کو شائع کیا گیا۔ لیکن شاد صاحب نے شرمندہ ہونے کی بجائے ایک خط اس کے جواب میں لکھا جو کہ ۶؍جنوری ۲۰۰۶ء کو ''نوائے وقت'' میں شائع ہوا۔ انہوں نے چوری اور سینہ زوری کی روایت کو قائم رکھا۔ انہیں اس بات کی پریشانی ہے کہ میں نے اس کتاب پر اپنا نام بطور مرتب کیوں لکھا۔ کتاب کے سرورق پر اپنا نام چھاپ کر مولوی اکرام علی کی تاریخی کتاب اپنے کھاتے میں ڈال لی۔ وغیرہ وغیرہ۔ جناب! جب میں نے کتاب پر مرتب لکھا تو پھر وہ کتاب میرے کھاتے میں کیسے چلی گئی۔ (راقم عنقریب ایک مفصل مضمون لکھے گا' جس کو پڑھ کر آپ اندازہ کریں گے کہ دار الشعور اور مکی دار الکتاب (لاہور) نے کس طرح دوسرے مصنفین کی کتابوں کو اپنے کھاتے میں

ڈال لیا۔)وہ کتاب تو اسی شخص کی رہی جس کی تھی۔میں نے اس کتاب کو بہتر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔مگر شاد صاحب نے شب خون مارااوروہ خوش بھی ہیں کہ بطورناشرانہوں نے بڑا تیرامارا ہے۔لاہور میں صدیوں سے کتابیں چھپ رہی ہیں۔آج بھی بڑے بڑے ناشراردو کی خدمت کررہے ہیں لیکن کسی ناشر نے کسی ادیب کے بارے میں ایسا توہین آمیز خط کبھی نہیں لکھا۔

شاد صاحب کے ہاتھ تو پہلے سے خون آلودہ ہیں۔انہیں یادنہیں رہا کہ انہوں نے اپریل ۲۰۰۵ء میں ایک کتاب ''اسلامی جنگیں'' شائع کی تھی۔اس کتاب کے مصنف شفیقی عہدی پوری ہیں۔یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کی جلد اوّل (اشاعت اوّل)۱۹۶۸ء۔جلد دوم (اشاعت اوّل)۱۹۶۹ء۔جلد سوم (اشاعت اوّل)۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی۔یہ تینوں جلدیں انجمن حمایت اسلام لاہور نے شائع کی ہیں اور یادرہے کہ ان تینوں جلدوں پر صرف شفیقی عہدی پوری کا نام درج ہے لیکن دارالشعور نے جوایڈیشن شائع کیا ہے۔اس کے سرورق پر شفیقی عہدی پوری سے پہلے رفیق انجم کے نام کا اضافہ کردیا گیا ہے۔کیا دارالشعور کے مالک بتاسکتے ہیں کہ شفیقی عہدی پوری کے ساتھ رفیق انجم کا نام کیوں شائع کیا گیا۔انہوں نے اس کتاب کے لیے کیا خدمت سرانجام دی۔رفیق انجم نے ایسا کون سا کارنامہ کیا ہے کہ اس کا نام مصنف سے پہلے لکھ دیا جائے اور یہ بھی فرمایئے کہ یہ رفیق انجم کون صاحب ہیں؟

جلد اوّل میں ''پیش لفظ''ایم شفیق طارق نے لکھا اور تعارف طاہر قریشی نے۔ناشر صاحب نے ان دونوں تحریروں کو کتاب سے خارج کردیا۔

اور کتاب کا انتساب ہے:

''پاکستان کے ان شہیدوں اور غازیوں کے حضور جنہوں نے ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھارت کے دزدانہ حملے کا منہ توڑ جواب دیا۔''

اس انتساب کو ناشر صاحب نے کتاب سے خارج کردیا ہے۔کیا وہ پاکستان کے ان شہیدوں کو پسندنہیں کرتے' جنہوں نے وطن عزیز کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

ایک بات وضاحت طلب ہے کہ ناشر صاحب نے اس کی دوجلدوں کو یک جا کرکے چھاپ دیا مگر تیسری جلد جس میں پاکستان اور بھارت کی جنگوں کا ذکر ہے۔انہیں اس قابل تصورنہیں کیا کہ وہ اس کا حصہ بنیں۔

محمد عباس شاد صاحب اشاعتی دنیا میں داغ دار دامن کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔

شفیقی عہدی پوری کوئی معمولی مصنف نہیں تھے۔ان کی معروف کتاب ''فلسفہ ہندو یونان'' ہے' جسے مجلس ترقی ادب نے شائع کیا تھا۔اس کتاب کو بھی اپریل ۲۰۰۵ء میں دارالشعور نے شائع کردیا۔کیا دارالشعور نے ان کتابوں کی اجازت انجمن حمایت اسلام اور مجلس ترقی ادب سے یا مصنف سے یا مصنف کے کسی عزیز سے حاصل کی۔یا صرف چوربازاری کو فروغ دے رہے ہیں؟

شاد صاحب فخر یہ انداز میں لکھتے ہیں کہ ''اس ادارے نے (یعنی دارالشعور نے) ''تفسیر ابن عباس اردو'' شائع کی۔'' یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کی لاعلمی ان دنوں عروج پر ہے کیونکہ یہ کتاب جسے پاکستان میں پہلی بار ۱۹۷۰ء میں کلام کمپنی کراچی نے مولانا عابدالرحمٰن صدیقی کے ترجمے کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اس ترجمے کا چربہ مولانا پروفیسر حافظ محمد سعید احمد عاطف کے طویل نام کے ساتھ شائع کر کے مولانا عابدالرحمٰن کا نام غائب کر دیا گیا۔ یوں شاد صاحب نے ایک اور کارنامہ سرانجام دیا۔ دارالشعور کی اکثر کتابیں اسی قسم کے چربے ہیں۔

لیکن مختصراً یہ کہ شاد صاحب نے ''دین الٰہی کا پس منظر'' شائع کی تو اس کے مصنف مولانا مہر محمد شہاب کے نام کے ساتھ مدظلہ (ان کا سایہ دراز ہو) لکھا جبکہ ان کا انتقال ۲۵ر فروری ۱۹۷۶ء کو ہوا۔ یعنی وہ مدظلہ کے معنی سے واقف نہیں یا انہیں تا حال مصنف کی وفات کی اطلاع نہیں ہوئی۔

مولانا ابوالکلام آزاد پر ایک معروف کتاب ''آزاد کی کہانی آزاد کی زبانی'' ایک زمانے سے شائع ہو رہی ہے۔ شاد صاحب کو مصنف کا دیا ہوا نام پسند نہیں آیا یا پھر وہ اپنی اہلیت کو زیادہ بہتر تصور کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کتاب کا نام ''آپ بیتی ابوالکلام آزاد'' رکھ دیا۔ یہی حرکت انہوں نے ظہیر دہلوی کی معروف کتاب ''داستانِ غدر'' کے ساتھ کی۔ اس کا نام تبدیل کر کے ''۱۸۵۷ء کے چشم دید حالات'' کا نام دے دیا۔ شاید اس سے وہ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو ان کتابوں کو لکھ کر راہی عدم ہوئے۔ وہ اس معیار کی ذہانت نہیں رکھتے تھے۔ جیسی کہ اللہ تعالیٰ نے اس بشر، صاحب دارالشعور کو عطا کی ہے۔ دراصل وہ کسی نفسیاتی عارضے میں مبتلا ہیں۔

شاید وہ نہیں جانتے کہ کتب فروشی کا پیشہ باقی تمام پیشوں سے مختلف ہے۔ یہ تو ایک طرح سے عبادت ہے مگر کچھ لوگ اس پیشے کو قابل نفرت دھندے کے طور پر اختیار کرتے ہیں اور سینہ چوڑا کر کے پھرتے ہیں کہ انہوں نے بہت جواں مردی کا کام کر دکھایا۔ یہ سوائے خوش گمانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم کرے اور انہیں ہدایت دے تا کہ وہ گمراہی کی لذت سے نجات حاصل کر لیں۔

یہ بات بارہا مشاہدے میں آ چکی ہے کہ کچھ لوگ اپنی عبادات کے باعث امام مہدی یا پیغمبر ہونے کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں۔ گویا ان کی عبادت ان کے کسی کام کی نہیں رہتی۔ جنہیں وہ اپنی اہلیت تصور کر لیتے ہیں۔ وہ دراصل بدگمانی ہے جو کہ شیطان' آدمی کو اپنا ہم نوا بنانے کے لیے اس کے دل و دماغ میں ڈال دیتا ہے۔

محمد عباس شاد لاہور کے ایک کتب فروش ہیں۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو مضافات سے اس لیے لاہور آتے ہیں کہ ان کی مالی حالت بہتر ہو۔ لاہور میں بہت سے ناشر موجود ہیں۔ جن کے کام کو دیکھ کر جی چاہتا ہے کہ ان کے لیے دعا کی جائے۔ مگر شاد صاحب نے متضاد راہ اختیار کی اور اپنی جھولی عذاب سے بھر لی۔ وہ سرقہ کرتے ہیں، کتابوں کے چہرے کو مسخ کرتے ہیں اور مصنف کے نام کے ساتھ نامعلوم قسم کے نام کا اضافہ کر کے اشاعتی دنیا میں ناپسندیدہ شخصیت قرار پاتے ہیں۔

برسوں پہلے ایک کتاب ''ارشادات شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی'' مکتبہ دینیہ دیوبند نے

شائع کی تھی۔ اسے مولانا افضال الحق اعظمی نے مرتب کیا۔ ۱۹۹۸ء میں اس کتاب کا چربہ چھاپنے کا اہتمام شاد صاحب نے کیا اور ''ارشادات مدنی'' کے نام سے ایک کتاب دے ماری۔ ترتیب وتدوین پر محبوب الرحمٰن انور کا نام آ گیا۔ مکتبہ دینیہ دیوبند کی چھپی ہوئی ساری کتاب اٹھا کر محبوب کی کتاب میں دی گئی اور استفادے تک کا ذکر نہیں آیا۔ گویا چور بازاری کی ایک اور مثال قائم کر دی اور اعتراض ہے تو مجھ پر کہ میں نے ''اخوان الصفاء'' پر اپنا نام مرتب کے طور پر کیوں لکھا ہے۔ دارالشعور اور مکی دارالکتاب کی کتابیں سامنے ہیں لیکن خطوط میں ان تمام باتوں کا سامنے آنا ممکن نہیں۔ ان شاء اللہ اس سرقہ پرست ناشر کی کتابوں کے بارے میں ایک مستقل سلسلہ شروع کیا جائے گا، جس میں دارالشعور کی گٹھڑی کو کھول دیا جائے گا اور اس میں جو کچھ ہے، اسے کتاب دوستوں کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

میرا دامن صاف ہے۔ اس کی گواہی ملتان اور لاہور کے بہت سے لوگ دے سکتے ہیں۔ میں نے برسوں ادب کی خدمت کی ہے۔ اس کا اجر اب شاد صاحب جیسے لوگوں کی صورت میں سامنے آ رہا ہے۔

میں اس ناشر کے بارے میں یہ دعا بار بار کرتا رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ لاہور کے اس ناشر کو ہدایت دے اور اسے اپنے اس فعل پر شرمندہ ہونے کی فرصت عطا فرمائے۔ (آمین)

اور آخر میں ایک وضاحت بھی کرتا چلوں۔ جس کا علم مجھے ۱۳؍دسمبر ۲۰۰۵ء کو ہوا۔ (کیا میرے عالم فاضل ناشر دوست کو اس واقعہ کا علم ہے؟) کہ اس کتاب یعنی ''اخوان الصفاء'' مترجم مولوی اکرام علی پر پہلے بھی ایک کام ہو چکا ہے۔ اسے مجلس ترقی ادب لاہور نے فروری ۱۹۶۶ء میں شائع کیا۔ اس کے ناشر سید امتیاز علی تاج ستارۂ امتیاز ہیں اور مرتب کا نام سرورق پر ڈاکٹر احراز نقوی لکھا ہوا ہے۔ کیا نقوی صاحب کے مرتب ہونے پر بھی شاد صاحب کو کوئی اعتراض ہے؟

محمد عباس شاد کے اس خط کو پڑھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ:

شرم تم کو مگر نہیں آتی

جاوید اختر بھٹی (ملتان)

۷؍جنوری ۲۰۰۶ء

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
5 فروری 2006ء
اتوار بعد نماز مغرب
دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465